کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

حامد سعید اختر

In this essay discussion has been carried out on a symbolic character in Iqbal's poetry. This symbolic character is the Eagle ('Shaheen'). The essay states that Iqbal has symbolized human greatness and virtue through the eagle. The choice of eagle from among the birds for this purpose is not arbitrary. There are certain qualities in the eagle that not only make it very unique among others but also grant it status of a dervish among the bird family. Iqbal did not choose the eagle due to its bloodletting but due to its self reliance, self assurance, high ambition and high flight. The eagle always hunts for its own to eat, and never feeds on prey that is left over by others. Iqbal is the flag bearer of 'ego', propagates and promotes it, whereas personality of the eagle is an addendum of the characteristics which strengthen and consolidate the ego. This is the reason that Iqbal chooses only this bird among other predator birds for his objective.

بعض تحریروں کا ظاہری مقصد اگرچہ تفنن طبع ہی کیوں نہ ہو لیکن ان کے بین السطور پیغام سے علمی لحاظ سے صرف نظر کرنا بھی محال دکھائی دیتا ہے۔ ایک معروف لکھاری نے ایک معاصر ماہنامے میں یوں اظہار خیال کیا ہے کہ ''الو جیسا شاہی وجاہت والا پرندہ دیکھ کر آپ شاہین وغیرہ کو بھول جائیں گے اور شاہین بھی تو چیل اور گدھ کی ذرا گلوری فائیڈ شکل ہے''۔ مزید فرماتے ہیں کہ ''چیل، گدھ اور عقاب کی آنکھوں میں کچھ فرق نہیں ہوتا۔ صرف علامہ اقبال کی شاعری کا فرق ہوتا ہے''۔ گویا بقول ان کے اقبال نے شاہین کو موضوعِ سخن بنا کر بلاوجہ اہمیت دے دی ہے ورنہ مردار خور گدھ، چیل اور چوہے خور الو وغیرہ جیسے پرندے شاہین سے زیادہ خوبصورت اور اہم ہیں۔ پرندوں کے درمیان اس مقابلۂ حسن میں انھوں نے الّو کو تو شاہی وجاہت والا پرندہ اور گدھ اور چیل کو شاہین کے ہم مرتبہ پرندے قرار دیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ موصوف کی ان پرندوں کو ترجیح دینے کی وجہ ان کے ظاہری شکل و شباہت کے باعث ہے۔ اگرچہ گدھ جیسے مکروہ پرندے کے لیے موصوف کی

پسندیدگی کے اظہار سے ان کے ذوق جمال کے متعلق کوئی ابہام نہیں رہتا تاہم اس بات کو فی الحال یہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا علامہ اقبال کا ذوق جمال اتنا ہی پست تھا کہ انھوں نے مور، دراج (Pheasant) کبک اور چکور جیسے خوبصورت پرندوں کو مسترد کر کے شاہین کو مسلم قوم کے لیے علامتی پرندہ قرار دیا؟ کیا قومی پرندے کے انتخاب میں علامہ کا معیارِ انتخاب کسی پرندے کا ظاہری حسن و جمال تھا یا کچھ دیگر خصائل تھے؟ اس سوال کا نصف جواب تو علامہ کے اس شعر ہی سے مل جاتا ہے کہ:

کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ[۱]

یعنی علامہ کا معیار انتخاب نہ تو کسی پرندے کی سریلی من موہنی آواز تھی اور نہ ہی اُس کا ظاہری حسن و جمال اور دل خوش کُن رنگ و روپ بلکہ کچھ ایسی صفات تھیں جنھیں شجاعت، بے باکی، بے خوفی، قہر و قوت، شوکت و ہیبت، دور بینی، تجسس، تیز نگاہی، زورِ بازو، بے نیازی اور مردار سے اجتناب کا مظہر سمجھا جا سکے۔ آگے بڑھنے سے پیشتر نباتات کی دنیا کے چند دلچسپ جینیاتی حقائق کا مطالعہ مفید مطلب رہے گا۔

ملکہ وکٹوریہ کے عہد میں شاہی محل کے ایک ملازم پر چوری کا مقدمہ چل رہا تھا۔ ہر جانب سے اُس پر لعن طعن ہو رہی تھی کہ اُس نے شاہی محل سے نوادرات کی چوری جیسی گھٹیا حرکت کیوں کی۔ جب وہ یہ دباؤ برداشت نہ کر سکا تو اُس نے خودکشی کی ٹھانی اور رات کے وقت شاہی باغیچے سے ٹماٹر توڑ کر کھا لیے اور گہری نیند سو گیا۔ ایک دو ٹماٹر اُس کے بستر پر بھی پڑے پائے گئے۔ اُس کے کسی ساتھی نے جب یہ منظر دیکھا تو واویلا کرنے لگا۔ ڈاکٹر کو بلایا گیا جس نے قے آور ادویات سے اُس کا معدہ صاف کر دیا اور یوں اُس کی جان بچ گئی۔ چند روز بعد اُس نے دوبارہ ٹماٹر کھائے اور بزعم خویش خودکشی کر لی لیکن اِس بار اُس نے بہت احتیاط برتی تھی کہ کسی کو اُس کے ارتکاب خودکشی کی خبر نہ ہو سکے۔ لہٰذا ڈاکٹر کی مداخلت کی نوبت ہی نہ آئی اور اگلی صبح وہ صحیح سلامت آنکھیں ملتا ہوا بیدار ہو گیا۔ بعدازاں وہ چوری کے الزام سے بری ہو گیا کیوں کہ چور کوئی اور شخص نکلا۔ تب اُس نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ اُس نے ڈھیر سارے ٹماٹر کھائے تھے لیکن اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اُس واقعے کے بعد ماہرین نباتیات نے تحقیق کی تو ٹماٹر کا نام زہریلے پھلوں کی فہرست سے نکل کر صحت بخش سبزیات میں شامل ہو گیا۔

قارئین کے لیے یہ بات دلچسپی کا باعث ہو گی کہ تب تک ٹماٹر کو انتہائی زہریلا پھل سمجھا جاتا تھا اور اس کی کاشت صرف آرائشی مقاصد کے لیے گملوں میں کی جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ٹماٹر نباتات کی اُس قسم سے تعلق رکھتا ہے جسے ''نائٹ شیڈ Night Shade'' کہا جاتا ہے۔ بیلا ڈونا (Belladonna) کا پودا بھی اسی نسل سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے پودوں پتوں اور پھل کی ساخت ٹماٹر کے مماثل ہے۔ بیلا ڈونا ایک مہلک

زہر ہے لہٰذا ٹماٹر کو بھی زہریلا پھل ہی سمجھا جاتا تھا۔ آج ''بیلا ڈونا پلاسٹر'' دردکش اثرات کی وجہ سے عام استعمال میں ہے اور اس کے الکلیاں درجنوں امراض میں استعمال کی جارہی ہے۔ اس تحقیق کے بعد بیلا ڈونا اور ٹماٹر میں امتیاز کی خاطر بیلا ڈونا کو (Deadly Night Shade) یعنی مہلک نائٹ شیڈ کا نام دے دیا گیا۔ تحقیق کا دائرہ مزید وسیع ہوا تو معلوم ہوا کہ آلو، بینگن، ٹماٹر اور نائٹ شیڈ کی نوع کے دیگر پودے دراصل ایک ہی نسل کے ذیلی پودے ہیں جسے سولینم (Solanum) کہا جاتا ہے۔ ٹماٹر کا نباتاتی نام سولینم لائیکو پرسی کم (Solanum Lyco Percicum) جب کہ آلو کا نباتاتی نام سولینم ٹیوبرسم (Solanum Tubersum) ہے۔ یعنی فطرت نے انھیں ایک ہی نوع کے پودے کی کوکھ سے پیدا کیا ہے لیکن معمولی سی جینیاتی تبدیلی سے ان کا ظاہری رنگ وروپ، ساخت، ذائقہ اور طبعی وطبی خواص تبدیل کر دیئے ہیں۔ اسی طرح مختلف انواع کے پھل، پھول، سبزیاں و دیگر اجناس گوناگوں اقسام کی خوشبو، رنگت، ذائقے اور خصائص کی حامل ہیں۔ اسی لیے شناخت کی خاطر، آلو، بینگن اور ٹماٹر کے نام بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ آج مختلف انواع کے اثمار، اجناس اور سبزیات کی شناخت اور ان کے خواص کی نشاندہی ان کے معروف نام سے ہی ہوتی ہے اگرچہ ان کی جینیاتی اصل ایک ہی ہو۔ یہ امر بھی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ تمہ یا حنظل جیسی انتہائی تلخ نباتات کا نباتاتی نام Citrulus Colocytnthis ہے اور تربوز جیسے شیریں اور مفرح پھل کا نام Citrulus کیونکہ حقیقتاً یہ ایک ہی نسل Citrulus سے تعلق رکھتے ہیں لیکن قدرت کی جینیاتی انجینئرنگ نے انھیں مختلف خواص کی حامل اجناس بنا دیا ہے۔ کچھ ایسی ہی حشرات الارض، حیوانات اور پرندوں وغیرہ کی ہے۔ مثلاً شیر اور بلی، کبوتر اور فاختہ، گدھا اور گھوڑا ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان کے طبعی خصائل بالکل الگ ہیں کیونکہ

ہر کسے را بہرے کارے ساختند

زیرِ نظر مضمون میں ہم صرف پرندوں کی ایک نوع تک محدود رہیں گے اور اس میں سے بھی خصوصی تذکرہ ''شاہین'' کا کیا جائے گا جو علامہ اقبال کی شاعری میں ایک علامتی پرندہ ہے ویسے تو بحری ماہی خور (Sea Gull)، بگلا (Stork)، سارس (Crane)، چہا (Snipe)، ٹیٹری (Sand Piper)، رام چڑیا (King Fisher) جیسے پرندے بھی شکار کرتے ہیں لیکن یہ سطح آب کے قریب رہنے والے (Omnivorous) پرندے ہیں جو مچھلیوں اور مینڈکوں کے علاوئی کائی اور گھانس پھونس بھی کھاتے ہیں۔ ہمارے پیش نظر اونچی اُڑان والے شاہین صفت پرندوں کا ذکر مقصود ہے جو دوران پرواز غوطہ لگا کر فضا سے یا جھپٹ کر درختوں یا بحر و بر کی سطح سے قوت لا یموت حاصل کرتے ہیں۔ مذکورہ پرندوں کی جینیاتی اصل کے متعلق ماہرین علم الطیور (Ornithologists) کی رائے ہے کہ گدھ، چیل، باز ارا اور عقاب ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاہم اس سلسلے میں یہ حقیقت ہمارے پیش نظر رہنی چاہیے کہ تربوز اور تمّہ (انتہائی کڑوا جنگلی پھل حنظل، اندرائن) بھی

ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ تربوز اور شیریں اور مفرّح پھل ہے۔ اُس کے برعکس لیموں کی جسامت کا ایک تُمّہ اگر کنویں میں پھینک دیا جائے تو کنویں بھر کا پانی ناقابل برداشت حد تک کڑوا ہو جاتا ہے۔ یہ قدرت کی جینیاتی کرشمہ سازی کا کمال ہے۔ لہٰذا گدھ، الّو، چیل اور عقاب کے تبدیل شدہ جینیاتی خصائل اور خصائص ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ بالکل ویسے ہی جیسے کہ گدھا اور گھوڑا ایک ہی نسلی سلسلے سے تعلق رکھنے کے باوجود اپنی عادات اور خصوصیات کے حوالے سے بالکل مختلف ہیں۔ لہٰذا الو، چیل اور گدھ کا شاہین صفت پرندوں سے تقابل اور موازانہ کرنا ایک بے سروپا فعل ہے۔ ان پرندوں کو ان کے تبدیل شدہ جینیاتی خصائل (Altered Genetic Characteristics) کے معیار پر ہی دیکھا جائے گا۔ چیل (Kite)، گدھ (Vulture)، الو(Owl)، شکرہ (Sparrow Hawk)، عقاب (Eagle)، باز (Hawk)، شاہین (Falcon/Eyas)، شہباز (Royal/Falcon/Harrier) سب بنیادی طور پر گوشت خور (Carnivorous) اور شکاری (Raptor) پرندے ہیں۔ الو ایک شبینہ شکاری (Nocturnal) پرندہ ہے جو عموماً چوہوں، مینڈکوں اور دیگر حشرات الارض کا شکار کرتا ہے۔ الو کی 200 سے زیادہ اقسام ہیں۔ گدھ اور چیل درحقیقت قدرت کی جانب سے صفائی پر مامور پرندے ہیں جو مردار اور متعفن اجسام کو کھا کر مزید تعفن اور بیماریوں کو پھیلنے سے روکتے ہیں۔ گویا یہ بنیادی طور پر مردار خور (Scavenger) پرندے ہیں۔ شکرہ جسامت کے لحاظ سے بمشکل کبوتر جتنا ہے اور چھوٹے پرندوں مثلاً چڑیوں وغیرہ کا شکار کرتا ہے۔ باز جسامت میں چیل سے قدرے چھوٹا ہے اور کبوتر اور فاختہ وغیرہ کا شکار کرتا ہے۔ بڑے باز کو شہباز (Royal Falcon) یا (Harrier) کہتے ہیں۔ شاہین بھی عقاب کے مماثل پرندہ ہے جس کے پر زردی مائل اور سیاہ چکتوں والے ہوتے ہیں۔ شہباز کے نوجوان بچے (Falcon) کو بھی شاہین کہتے ہیں۔ عقاب (Black Eagle) اور شاہباز (Royal Falcon) میں بھی جسامت، رنگت اور خواص کا فرق ہے۔ شہباز کے پر سفید یا زرد رنگ کے ہوتے ہیں۔ چونچ اور پنجے بہت تیز وطاقت ور ہوتے ہیں۔ تیز رفتار اور باریک بین پرندہ اور اسے پرندوں کے شکار کی خاطر سدھایا جاتا ہے۔ شاہباز اپنے پنجوں اور چونچ کی مدد سے اپنے شکار کی گردن توڑ دیتا ہے۔ اس کی ساٹھ معلوم اقسام ہیں۔ عقاب (Black Eagle) کا جثہ سب سے بھاری ہوتا ہے۔ رنگ سیاہی مائل بھورا، بہت تیز اور پروں کا پھیلاؤ سب سے زیادہ ہے۔ انتہائی بلند پرواز اور تیز رفتار پرندہ ہے اس کے پنجے بہت طاقتور اور گرفت بہت سخت ہے اس کی چوہتر معلوم اقسام ہیں۔ یہ درمیانی جسامت کی بھیڑ بکری اور ہرن کو بھی شکار کر لیتا ہے۔ عموماً یہ صحرائی سانپوں اور مچھلیوں کا شکر کرتا ہے۔ انتہائی اونچی اور ناقابل رسائی عمودی چٹانوں میں رہتا ہے۔ عقاب اور شاہباز میں بہت سی خوبیاں یکساں ہیں جو انھیں دیگر شکاری پرندوں سے ممیّز کرتی ہیں تاہم کئی پہلوؤں سے شاہین کو عقاب پر فوقیت حاصل ہے۔ ان کی عمومی خوبیاں درج ذیل ہیں:

۱-عقاب اور شاہباز مردار ہرگز نہیں کھاتے بلکہ اپنا شکار خود منتخب کرتے ہیں۔ دونوں بہت صفائی پسند پرندے ہیں البتہ عقاب حریص الطبع اور خودغرض پرندہ ہے جو دوسروں سے ان کا شکار بھی چھین لیتا ہے۔

۲- دونوں بہت دوربین اور تیز نگاہ کے حامل ہیں اور ہزاروں فٹ کی بلندی سے شکار کو تاڑ لیتے ہیں۔ حملہ کرتے وقت شاہین کی رفتار 320 ہوتی ہے اور یہ پانچ ہزار کلومیٹر کی مسافت طے کر سکتا ہے۔

۳- دونوں بہت بلند پرواز اور تیز رفتار ہوتے ہیں۔ یہ پندرہ کلومیٹر اونچائی تک پرواز کر سکتے ہیں۔ (بغیر اضافی آکسیجن کے)۔عقاب اپنے شکار پر 320 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے جھپٹتا ہے۔اس رفتار پر ہوائی جہازوں کے پر بھی حدّت سے جلنے لگتے ہیں اور انھیں جلنے سے بچانے کی خاطر خاص دھاتوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔جن پر مانع حرارت کیمیائی مادوں کی تہہ جمائی جاتی ہے۔لیکن قدرت نے عقاب کو اپنی تیز رفتاری کے باوجود جلنے سے محفوظ رکھا ہے۔شاہین سریع الحرکت اور اپنی تیز حرکت پذیری کے باعث عقاب کو بھی مات دے دیتا ہے۔

۴-شاہین صفت پرندے گھونسلا نہیں بناتے بلکہ بلند و بالا چٹانوں پر یا درختوں کی کھوہ میں بسیرا کرتے ہیں۔

۵-اپنے شکار کو ہر صورت زیر کر لیتے ہیں ان کا شکار مغلوب ہونے سے بچ نہیں سکتا۔

۶- بےجگری، بے باکی اور بےخوفی ان کا خاصا ہے۔

۷-خلوت پسند ہیں اور باقی پرندوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔

۸-بارش، آندھی اور طوفان ان کے راستے کی رکاوٹ نہیں بن پاتے۔

۹-مسلسل محوِ پرواز رہتے ہیں اور تھکاوٹ کے باعث پرواز معطل نہیں کرتے۔

۱۰-شان و شوکت، وقار اور فتح و نصرت کی علامت ہیں۔

۱۱-اپنے مضبوط اور طاقتور بازوؤں کے بل پر اپنے سے کئی گنا وزنی جانور کو بھی شکار کر لیتے ہیں۔

۱۲۔شاہین صفت پرندوں کی ہڈیاں کھوکھلی اور وزن میں ہلکی ہوتی ہیں۔ان میں ہوا بھری ہوتی ہے جس کی وجہ سے اُن کی پرواز کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔

علامہ اقبال نے انھی پسندیدہ خصائل کے باعث شاہین کو مسلمان قوم کے لیے علامتی پرندہ قرار دیا۔ لیکن شاہین کی ان خوبیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اگر کوئی شخص محض ظاہری شکل و صورت کی بنا پر چوہے خوار الو کے لیے پسندیدگی کے جذبات رکھتا ہو تو اس پر اقبال ہی کا شعر صادق آتا ہے:

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہوں کرگسوں میں
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے وہ و رسم شاہبازی[۲]

ذیل میں علامہ کے چند اشعار دیئے جا رہے ہیں جن میں شاہین کی بلند پروازی، تیز نگاہی، ہمت، قوتِ

پرواز، شکوہ بے باکی، عزم و ہمت اور عظمت کا ذکر کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ اقبال نے اپنے کلام میں ضرورت شعری کے باعث عقاب، شاہین، باز اور شہباز میں امتیاز روا نہیں رکھا تاہم عقاب (Eagle) کی کچھ ناپسندیدہ عادات بھی ہیں۔ اسی لیے اقبال کا پسندیدہ پرندہ شاہین (Falcon) ہی ہے جس کا ذکر ان کے کلام میں بکثرت ملتا ہے۔ اقبال نے باز اور عقاب کا ذکر اپنے کلام میں پانچ پانچ بار، شہباز کا گیارہ بار اور شاہین کا بتیس بار کیا ہے۔ گدھ، چیل، عقاب اور باز ایک ہی خاندان (Accipiter) سے تعلق رکھتے ہیں لیکن گدھ اور چیل مردار خور (Scavenger) پرندے ہیں جب کہ باقی سب تازہ شکار کر کے کھاتے ہیں۔ حیران کن امر ہے کہ شاہین یا فالکن کا ایک علیحدہ خاندان (Falco) ہے اور الو بھی ایک الگ خاندان کا پرندہ ہے جس کے خاندان کی ابھی تک درست نشاندہی نہ ہو سکی۔ ذیل کے اشعار میں ان شاہین صفت پرندوں کی ان خوبیوں کا ذکر ہے جو اقبال کی نظر میں پسندیدہ ہیں۔

۱-مردار سے گریز:

پھرا فضاؤں میں کرگس اگرچہ شاہیں وار　　شکار زندہ کی لذت سے بے نصیب رہا
نگاہِ عشق دل زندہ کی تلاش میں ہے　　شکار مردہ سزاوارِ شاہباز نہیں[۳]

۲-شہپری

شہپر زاغ و زغن در بندِ قید و صید نیست　　ایں سعادت قسمت شہباز و شاہیں کردہ اند[۴]
بچۂ شاہیں سے کہتا تھا عقاب سالخورد　　اے ترے شہپر پہ آساں رفعتِ چرخِ بریں[۵]

۳-قوت و شوکت پرواز

دراج کی پرواز میں ہے شوکت شاہیں　　حیرت میں ہے صیاد یہ شاہیں ہے کہ دراج[۶]
یہ حسن و لطافت کیوں؟ وہ قوت و شوکت کیوں　　بلبل چمنسانی، شہباز بیابانی![۷]

۴-تجسس

چیتے کا جگر چاہیے شاہیں کا تجسس　　جی سکتے ہیں بے روشنئ دانش و فرہنگ[۸]

۵-بے باکیِ نگاہ

یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری　　تیری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے[۹]

۶-سراتاپا نظر، دور بینی، تیز نگاہی

لیکن اے شہباز یہ مرغانِ صحرا کے اچھوت　　ہیں فضائے نیلگوں کے پیچ و خم سے بے خبر
ان کو کیا معلوم اس طائر کے احوال و مقام　　روح ہے جس کی دم پرواز سر تا پا نظر[۱۰]

۷-ہمت، قوت باز و اور بلند پروازی

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا　　　پُر دم ہے اگر تو تو نہیں خطرۂ افتاد[۱۱]
عقابی روح بیدار ہوتی ہے جوانوں میں　　　نظر آتی ہے اُس کو اپنی منزل آسمانوں میں[۱۲]
میانِ شاخساراں صحبت مرغِ چمن کب تک　　　ترے بازو میں ہے پروازِ شاہینِ قہستانی[۱۳]

۸-شکار پر جھپٹ پڑنے کی جبلت/صلاحیت

جھپٹنا پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا　　　لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ[۱۴]
جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر　　　وہ مزا شاید کبوتر کے لہو میں بھی نہیں[۱۵]

۹-آشیاں بندی سے گریز

گذر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ و بیاباں میں　　　کہ شاہیں کے لیے ذلت ہے کارِ آشیاں بندی[۱۶]
پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں　　　کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ[۱۷]
نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر　　　تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر[۱۸]

۱۰-بے جگری، بے باکی

نوا پیرا ہو اے بلبل کہ ہو تیرے ترنم سے　　　کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا[۱۹]

۱۱-علائق دنیا سے لاتعلقی، زہد، خلوت پسندی

حمام و کبوتر کا بھوکا نہیں میں　　　کہ ہے زندگی باز کی زاہدانہ
بیاباں کی خلوت خوش آتی ہے مجھ کو　　　ازل سے ہے فطرت مری راہبانہ[۲۰]

مندرجہ بالا اشعار میں علامہ اقبال نے شاہین اور عقاب کے تمام پسندیدہ خصائل کا ذکر کر دیا ہے جن کے باعث وہ دیگر پرندوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ واضح رہے کہ قرونِ وسطیٰ کی عظیم رومن ایمپائر کا امتیازی نشان بھی عقاب ہی تھا۔ جرمنی کا قومی نشان ہٹلر سے پہلے بھی عقاب تھا اور ہٹلر کے بعد بھی عقاب ہی رہا۔ عصر حاضر میں امریکہ کا قومی پرندہ بھی عقاب ہی ہے۔ امریکہ کی سرکاری مہر پر بھی عقاب کا نقش کندہ ہے اور متحدہ عرب امارت کا قومی نشان بھی عقاب ہے۔

اس موقع پر علامہ اقبال کو ان کی مستقبل بینی پر داد دیے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ انھیں اس خدشے کا بھی ادراک تھا کہ مستقبل میں شاہین کی عادات و خصائل سے لاعلم کوئی شخص کہیں الو کو شاہین نہ قرار دے ڈالے، فرماتے ہیں:

معلوم نہیں ہے یہ حقیقت کہ خوشامد　　　کہہ دے کوئی الو کو اگر رات کا شہباز[۲۱]

امید ہے کہ قارئین کرام بخوبی جان چکے ہوں گے کہ الو اور شاہین میں فرق محض اقبالؒ کی شاعری ہی کا نہیں درحقیقت یہ فرق شاہین کو قدرت کے عطا کردہ ان خصائل اور اوصاف کے باعث ہے جو مردار خور گدھ اور موش خور الو پر شاہین کی برتری اور فضیلت کا موجب ہیں۔

اور آخر میں اقبال ہی کا ایک قطعہ

من آں علم و فراست با پر کاہے نمی گیرم — کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مرد غازی را
اگر یک قطرہ خوں داری اگر مشتے پرے داری — بیا من با تو آموزم طریقِ شاہبازی را[۲۲]

I dont not hold that knowledge and wisdom worth a blade of grass.
That ailienates the Muslim warrior from sword and spear.
if you possess a drop of blood and handful of feathers.
Come and I shall teach you how to live the life of a falcon.

حوالہ جات و حواشی

۱- علامہ اقبال، کلیات اقبال (اردو)، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۴۰۵
۲- ایضاً، ص ۲۵۶
۳- ایضاً، ص ۳۹۵
۴- ایضاً، ص ۲۸۱
۵- ایضاً، ص ۴۴۶
۶- ایضاً، ص ۴۷۰
۷- ایضاً، ص ۶۹۱
۸- ایضاً، ص ۴۰۵
۹- ایضاً، ص ۴۱۰
۱۰- ایضاً، ص ۶۸۱
۱۱- ایضاً، ص ۴۴۵
۱۲- ایضاً، ص ۵۸۵
۱۳- ایضاً، ص ۳۰۰
۱۴- ایضاً، ص ۴۹۶
۱۵- ایضاً، ص ۶۶۴
۱۶- ایضاً، ص ۳۵۳
۱۷- ایضاً، ص ۴۹۶
۱۸- ایضاً، ص ۴۴۵
۱۹- ایضاً، ص ۲۹۹
۲۰- ایضاً، ص ۴۹۶
۲۱- ایضاً، ص ۶۵۰
۲۲- علامہ اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۶۴۶